© rasailojaraid.com

معنی صرف سنت وحدیث ہے تو قرآن میں آیا ہے ﴿و لقد آتینا لقمان الحکمۃ﴾ [لقمان:۱۲] ''کہ ہم نے لقمان کو ''حکمت'' سے نوازا تھا۔'' تو کیا ان کو خاتم النبیین کی سنت اور احادیث کا علم تھا؟

جواب: ہمارا یہ دعویٰ ہے ہی نہیں کہ عربی میں جہاں بھی یہ لفظ ''الحکمۃ'' آئے تو اس سے مراد صرف ''سنت'' ہوتی ہے۔ ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ قرآن کریم میں ہر جگہ ''الحکمۃ'' سے مراد صرف ''سنت وحدیث'' ہے بلکہ ہم تو صرف یہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم میں جہاں بھی ''الکتاب'' کے ساتھ ''الحکمۃ'' آیا ہے وہاں اس سے مراد سنت اور حدیث ہے۔ جیسا کہ علماء اسلام اپنی اپنی تحاریر میں اس کی صراحت کرتے رہے ہیں۔

مغالطہ ۷: ان حضرات کی طرف سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قرآن کریم میں ہر چیز کا بیان آچکا ہے۔ لہٰذا قرآن کے ہوتے ہوئے حدیث کی ضرورت نہیں، ان کا استدلال درج ذیل قسم کی قرآنی آیات سے ہے:

﴿وَ كُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا﴾ [بنی اسرائیل:۱۲] ''کہ ہم نے ہر بات کو تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔'' ﴿وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ﴾ ''اور ہم نے ہر چیز کو بیان کرتے ہوئے آپ پر کتاب نازل کی ہے۔'' ﴿وَ هُوَ الَّذِيْ أَنْزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا﴾ [الانعام:۱۱۴] ''کہ اللہ وہ ہے جس نے تمہاری طرف ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں ہر چیز وضاحت کے ساتھ بیان کی جاچکی ہے۔'' ان حضرات کا دعویٰ ہے کہ قرآن کے اعلان کے مطابق اس میں ہر چیز بیان ہوچکی ہے۔ لہٰذا اس کے علاوہ مزید کسی چیز کی ضرورت ہی نہیں رہ جاتی۔

جواب: یہ بھی ان حضرات کا محض مغالطہ ہے، کیونکہ ان قرآنی آیات میں لفظ ''کل'' تمام کے معنی میں نہیں بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ قرآن نے دین کے تمام بنیادی ضوابط اور اصول بیان کر دیئے ہیں، جیسا کہ قرآن کریم ہی میں ہے ﴿ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ﴾ [النحل:۶۹] ''اور تو تمام پھلوں میں سے کھا۔'' دوسرے مقام پر ہے ﴿وَ أُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ﴾ [النمل:۲۳] ''اور ملکہ سبا کو ہر قسم کی نعمت دی گئی تھی۔'' ظاہر ہے کہ ان مقامات پر ''کل'' سے علی الاطلاق تمام اشیاء مراد نہیں، بلکہ شہد کی مکھی کو جو بھی پھل میسر ہو وہ اس سے کھائے اور ملکہ سبأ کو اس کی ضرورت کی ہر چیز مہیا کر دی گئی تھی۔ اس کے پاس بعد کے ادوار کی ایجادات ومصنوعات بالکل نہ تھیں۔ لہٰذا لفظ ''کل'' سے استدلال کرنا محض مغالطہ ہے۔ (جاری ہے)

© rasailojaraid.com